پاکستان کا نظام تعلیم ......توجہ طلب پہلو!

کسی بھی قوم کی تعمیر و ترقی کا دارومدار اس کی شرح خواندگی پر ہے تعلیم یافتہ اور باشعور قوم ان پڑھ اور جاہلوں کے مقابلے میں بہتر ترقی کر سکتی ہے۔ تعلیم ہی انسان کو زندگی گزارنے کا اچھا سلیقہ دیتی ہے۔ انسان نے ارتقاء کی جتنی منزلیں طے کی ہیں۔ اس میں تعلیم ہی کا عمل دخل ہے۔ آسودہ زندگی گزارنے کیلئے جو چیزیں ایجاد کی جاتی ہے۔ وہ تعلیم کے بغیر ممکن نہیں ہیں۔ تمام آسائشیں اور راحتیں تعلیم کی مرہون منت ہیں نت نئی ایجادات اس کا بین ثبوت ہیں۔

تعلیم انسان کا بنیادی حق ہے کسی کو اس حق سے محروم نہیں کیا جا سکتا۔ اور ہر حکومت کی اولین ذمہ داری ہے کہ وہ قوم کو زیور تعلیم سے آراستہ کرے۔ سازگار تعلیمی ماحول فراہم کرے اور اس کے لئے مثالی نظام تعلیم وضع کرے جو مذہبی ثقافتی اور قومی امنگوں کا ترجمان ہو۔ جس میں ابتدا سے لیکر اعلیٰ تعلیم تک سب کیلئے یکساں مواقع فراہم ہوں۔ یہ نظام منفرد، مرتب اور جدید تقاضوں اور ضرورتوں کو پورا کرتا ہو۔ اور طبقاتی نظام سے بالاتر ہو۔

جن قوموں نے اپنے نظام تعلیم کو حالات کے مطابق بنایا۔ آج وہ دنیا پر راج کر رہی ہیں اور اپنے تعلیم یافتہ افراد کے ذریعہ دنیا کے اکثر وسائل پر قبضہ کئے ہوئے ہیں۔ اور جو اقوام مدتوں سے کوئی نظام تعلیم ہی وضع نہ کر سکے۔ اور دیگر اقوام کی نقل اتارنے پر لگے ہوئے ہیں وہ دردر کی ٹھوکریں کھا رہے ہیں۔

بدقسمتی سے پاکستان بھی اس صف میں شامل ہے۔ آج نصف صدی سے زائد عرصہ گزر چکا ہے لیکن ہم قوم کو ایک نظام تعلیم پر جمع نہ کر سکے۔ اور نہ ہی کوئی قابل رشک تعلیمی نصاب مرتب کر سکے جو ہماری معاشرتی سماجی تہذیبی و ثقافتی روایات کا امین ہو۔ قیام پاکستان سے لیکر اب تک برطانوی نظام تعلیم کسی نہ کسی شکل میں چل رہا ہے جو غلامانہ ذہن پیدا کر رہا ہے۔ اور دن بدن معیار تعلیم گر رہا ہے۔

اس میں بہتری لانے کیلئے بیسیوں تجربے کئے گئے ہر کہ آمد عمارت نو ساخت کے مصداق جمہوری اور عسکری حکومتوں نے اپنے مفادات کے تحفظ اور اپنے آقاؤں کی خوشنودی کیلئے نظام تعلیم اور نصاب میں تبدیلیاں کی ہیں۔ اور اسے تجربہ گاہ بنا کے رکھ دیا ہے۔ جس سے قوم کے نونہالوں کا وقت برباد ہوا۔ اور قوم کے بچوں میں شعور، اتحاد و یگانگت پیدا ہونے کی بجائے انتشار اور افتراق نے جنم لیا جب یہ بچے ایک ہی ملک کے اندر مختلف نظامہائے تعلیم کا مشاہدہ کرتے ہیں تو طبقاتی کشمکش اور بڑے چھوٹے کی تفریق انہیں مزید پریشان کرتی ہے۔

اعلیٰ طبقوں کیلئے عالی شان سکول جو ہر قسم کے فرنیچر سے آراستہ انگلش میڈیم تعلیم جبکہ دوسری طرف ٹاٹ سکول جو گرمیوں اور سردیوں میں درختوں کے سائے میں تعلیم پا رہے ہیں۔ ان دونوں سکولوں کی تعلیم و تربیت بود و باش رہن سہن میں بڑا تفاوت ہے یہی باعث ہے کہ ہمارے ہاں مختلف کلچر پروان چڑھ رہے ہیں۔ اور بعض اس حد تک آگے جا چکے ہیں کہ وہ دین اور مذہب سے بیزار ہیں۔ اور اسے اپنی راہ میں بڑی رکاوٹ سمجھتے ہیں۔ ان کا اسلوب زندگی کسی زاویے سے بھی اسلامی ثقافت سے ہم آہنگ نہیں ہے پھر قوم میں کس طرح یکجہتی اور یگانگت پیدا ہو۔

بالخصوص جب سے موجودہ عسکری قیادت نے حکومت کی زمام کار سنبھالی ہے پاکستان کے نظام تعلیم کو خاص ہدف پر رکھا ہے۔ نظام تعلیم میں تبدیلی

کے ساتھ ساتھ نصاب میں کئی مرتبہ تبدیلی کی گئی ہے۔ طریقہ تعلیم نظام امتحانات میں نمایاں تبدیلیاں کی گئی ہیں قوم آج تک یہ نہ سمجھ سکی کہ پاکستان میں کونسا نظام رائج ہے۔ خود سکولوں کے اساتذہ بے حد پریشان ہیں اور شکوہ کرتے ہیں کہ روزانہ نئی نئی پالیسیاں بن کران کے پاس آتیں ہیں۔ ابھی ایک طریقہ کے مطابق اپنا اور بچوں کا ذہن بناتے ہیں کہ دوسری پالیسی ہاتھ میں تھما دی جاتی ہیں۔ جس سے تعلیمی ماحول بے حد متاثر ہوا ہے نہ صرف اساتذہ کی کارکردگی صفر رہی بلکہ بچے اور بچیاں بھی کوئی فائدہ نہ اٹھا سکے۔ حقیقت یہ ہے تعلیمی نظام کو مذاق بنا کے رکھ دیا گیا حال ہی میں گورنر پنجاب خالد مقبول نے بھی موجودہ نظام تعلیم کو قابل اصلاح قرار دیا ہے۔ کیونکہ اس کی موجودگی میں تعلیمی ماحول پیدا ہونا مشکل ہے۔

سوچنے کی بات ہے آخر وہ کیا محرکات ہیں؟ جن کی وجہ سے تعلیمی نظام کو تختہ مشق بنایا جاتا ہے۔ بار بار کی اس تبدیلی سے جہاں اساتذہ اور طلباء ذہنی کوفت اٹھاتے ہیں وہاں کروڑوں روپیہ بھی صرف ہوتا ہے وہ کون لوگ ہیں جو کسی ایک مربوط نظام کو تشکیل دینے میں رکاوٹ ہیں؟ جو نظام ملک وملت کا صحیح ترجمان ہو۔ ہماری دینی ثقافتی روایات کا عکاس ہو۔ آخر وزارت تعلیم کے کلیدی عہدوں پر براجمان صاحب عقل ودانش کس کا حق نمک ادا کر رہے ہیں۔ کیوں نظام تعلیم کو بچوں کا کھیل سمجھ رکھا ہے خدارا اس اہم اور نازک مسئلہ پر ہر درد دل شخص کو غور کرنا چاہئے۔

اس ملک میں بہت سے ملٹی نیشنل سکولز سسٹم رائج ہیں یا وہ سکول یا کالج ہیں جو اعلیٰ طبقوں کے بچوں اور بچیوں کیلئے ہیں ان میں یہ تبدیلیاں کیوں رونما نہیں ہوتیں اور ان میں مقرر کردہ نصاب تبدیل کیوں نہیں ہوتا؟

ہم یہ محسوس کرتے ہیں کہ پاکستان کے نظام تعلیم کو جان بوجھ کر تباہ کیا جاتا ہے۔ آئے دن کی تبدیلی سے یہ نظام بے جان ہو کر رہ گیا ہے اور قوم کو جہالت میں دھکیلنے کی ایک کوشش ہے۔ نظام تعلیم اور نصاب کے حوالے سے ہم یہاں چند معروضات پیش کر رہے ہیں اور وزارت تعلیم پاکستان کے ذمہ داران کے علاوہ ماہرین تعلیم سے بھی التماس کریں گے کہ وہ اصلاح نظام کیلئے اپنا کردار ادا کریں۔ تاکہ قوم کے نونہال بچے اور نوجوان تعلیمی دورانیے میں جہاں اچھی تعلیم حاصل کریں وہاں ان کی اچھی تربیت بھی ہو۔

تعلیم کسی بھی قوم کی فکری نظریاتی معاشی معاشرتی سماجی اور قومی سوچ کی ترجمانی کرتی ہے لہٰذا انہی باتوں کو مدنظر رکھ کر نظام اور نصاب ترتیب دیا جائے ابتداء سے لیکر اعلیٰ تعلیم پانے تک ایک طالب علم میں اپنے عقائد فکری ونظریاتی پختگی کے ساتھ ساتھ دین سے واقفیت بھی حاصل ہو۔ وہ علم کے جس شعبے میں مہارت حاصل کرے لیکن وطن سے محبت اسلامی ثقافت کا دلدادہ ہو۔ اس کا رہن سہن بود وباش پاکستانی ہو۔ اور ایمانداری، دیانتداری اس کے کردار کا جزء لاینفک ہو۔ یہ سب ایک اعلیٰ نظام تعلیم اور معیاری نصاب ہی کے ذریعے ممکن ہے۔

اسی لئے بے حد ضروری ہے کہ ایک دفعہ نہایت غور کے بعد قومی ترجیحات، اسلامی عقائد، دینی ثقافت اور معاشرتی ضرورتوں کو مدنظر رکھ کر بہترین نظام تعلیم وضع کیا جائے اور اسے پورے ملک میں یکساں طور پر نافذ کیا جائے۔ اور اس کی تنفیذ پر اصرار کیا جائے۔ اگر چہ اس کے نتائج اور ثمرات حاصل کرنے میں ایک وقت لگے گا لیکن ہم یقین کے ساتھ کہہ سکتے ہیں کہ آنے والی نسل کم از کم اس سے ضرور مستفید ہوگی۔ اور اس سے خوشگوار تبدیلی آئے گی۔ اس نظام میں تبدیلی کی اجازت نہ دی جائے۔ تاکہ کوئی اپنی پسند اور ناپسند کی بنا پر اسے بازیچہ اطفال نہ بنائے اور اگر حالات وواقعات کی روشنی میں تبدیلی ناگزیر ہو تو ماہرین کے مشورے سے کی جائے۔ تاکہ پورا نظام متاثر نہ ہو۔

ہم امید کرتے ہیں کہ صاحب بست وکشاد ان معروضات پر ہمدردی سے غور فرمائیں گے۔

ہوا کا خوشگوار جھونکا!

مسلم امہ اس وقت جس کرب اور اذیت کے ساتھ جی رہی ہے شاید اس سے قبل اتنا کٹھن مرحلہ پیش نہ آیا ہوگا۔ دن بدن ان تکالیف میں اضافہ ہو رہا ہے پوری دنیا کے خونخوار درندے اپنے لاؤ لشکر کے ساتھ مسلمانوں کا عرصہ حیات تنگ کئے ہوئے ہیں۔ مصلحت خویش حکمرانوں نے چپ سادھ رکھی ہے۔ اور مسلمان نہایت مایوسی اور بے کسی کے ساتھ تباہی اور بربادی کے مناظر دیکھنے پر مجبور ہیں۔ ان حالات میں انہیں کوئی حوصلہ اور دلاسہ دینے کیلئے بھی تیار نہیں